قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 09 جولائی 2020ء | 17 ذوالقعدہ 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:163

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا۔ (النساء:60)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اُولُوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لَوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

......یہاں میں ضمناً ذکر کر دوں۔ گو ضمناً ہے مگر میرے نزدیک اس کا ایک حصہ ہی ہے کہ اگر والدین کی دعا اپنے بچوں کے لئے اچھے رنگ میں پوری ہوتی ہے تو وہاں ایسے بچے جو والدین کے اطاعت گزار نہ ہوں ان کے حق میں برے رنگ میں بھی پوری ہوسکتی ہے۔ تو ماں باپ کی ایسی دعا سے ڈرنا بھی چاہیے۔

بعض بچے جائیداد یا کسی معاملے میں والدین کے سامنے بے حیائی سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مختلف لوگ لکھتے رہتے ہیں اس لئے یہ عجیب خوفناک کیفیت بعض دفعہ سامنے آجاتی ہے۔ اس لحاظ سے ایسے بچوں کو اس تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ماں کے لئے تو خاص طور پر حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے۔

یہ جو قرآن حکیم کا حکم ہے کہ والدین کو اف نہ کہو یہ اس لئے ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم سمجھتے ہو کہ تمہارا حق مارا جا رہا ہے یا تمہارے ساتھ ناجائز رویہ اختیار کیا ہے ماں باپ نے۔ تب بھی تم نے ان کے آگے نہیں بولنا ورنہ کسی کا دماغ تو نہیں چلا ہوا کہ ماں باپ کے فیض بھی اٹھا رہا ہو اور ماں باپ اس بچے کی ہر خواہش بھی پوری کر رہے ہوں تو ان کی نافرمانی کرے یا کوئی نامناسب بات کرے......

تو جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کی نافرمانیوں کا ذکر کرتے ہیں اپنے خطوط میں۔ اس ضمن میں والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ ماننے

بقیہ صفحہ 2 پر

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سلمہ بن یزید الجعفی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو ایسی صورت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اِعراض کیا۔ اُس نے اپنا سوال پھر دہرایا۔ آپ نے پھر اِعراض کیا۔ اُس نے دوسری یا تیسری دفعہ پھر اپنا سوال دہرایا۔ جس پر اشعث بن قیس نے اُنہیں پیچھے کھینچا (یعنی خاموش کروانے کی کوشش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سوال پسند نہیں آیا)۔ تب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے حالات میں اپنے حکمرانوں کی بات سنو اور اُن کی اطاعت کرو۔ جو ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ اُن سے ہو گا اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ تم سے ہو گا۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق حدیث نمبر ۲۸۷۴)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

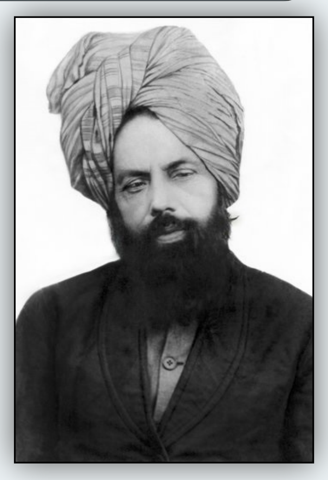

اپنی گورنمنٹ کی اطاعت وفرمانبرداری

ایک واقعی امر ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں وفاداری سے اسکی اطاعت کریں۔ مَیں نے اپنی کتابوں میں یہ شرعی احکام مفصل بیان کر دیئے ہیں۔

(کشف الغطاء۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۶)

میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو............ خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ بسر کرو اس کے شکر گزار اور فرمانبردار بنے رہو............ یاد رہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم باامن زندگی بسر کریں اس کے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے۔ اور جب ہم ایسے بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اس وقت عبادت کر رہے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم ہوسکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اس پر آگ برساویں اور جو ہمیں روٹی دے اسے پتھر ماریں۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۸۰۔۳۸۱)

میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔

(کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۰)

اس شمارہ میں

- اے خدا مجھ کو تو دنیا میں مزا آتا نہیں (منظوم)
- تعارف سورۃ ابراھیم و حجر
- حضرت منشی عبدالعزیز صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- تبرکات: مومن اور تلاوتِ قرآن کریم

دربارِ خلافت

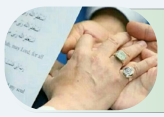

غرباء سے عاجزی اور خاکساری کا مظاہرہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اسوقت پھر بعض دفعہ ایسی عورتوں کو جن میں عاجزی نہیں ہوتی رعونت اور تکبر کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے یہ عاجزی نہیں ہے کہ امیروں سے تو عاجزی دکھادی اور غریبوں سے عاجزی نہیں ہوئی۔ اب بعض دفعہ یہ اظہار صرف بات چیت سے نہیں ہو رہا ہوتا اب اگر غور کریں تو ایسی عورتوں کا پھر یا ایسے مردوں کا دونوں اس میں شامل ہیں، آنکھوں سے بھی تکبر ٹپک رہا ہوتا ہے۔ گردن پر فخر اور تکبر نظر آرہا ہوتا ہے یا چہرے پر تکبر کے آثار نظر آرہے ہوتے ہیں تو منہ سے جتنا مرضی کوئی کہے کہ میں تو بڑا عاجز انسان ہوں زبان حال سے یہ پتہ چل رہا ہوتا ہے کہ یہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ اور کوئی عاجزی نہیں اس میں۔

تصنع اور بناوٹ سے بچیں

پھر گھروں میں مثلاً مثال ہے سجاوٹ کی کوئی چیز ہے پڑی ہوئی اس کی کوئی تعریف کر دیتا ہے تو بڑی عاجزی سے کہہ رہی ہوتی ہیں کہ سستی ہی ہے اور قیمت پوچھو تو پتہ چلتا ہے کہ صاف بناوٹ اور تصنّع سے کام لیا جارہا ہوتا ہے۔ تو یہ بناوٹ کی باتیں نہیں ہونی چاہیں احمدی معاشرہ ان سے بالکل پاک ہونا چاہیے حقیقی انکسار اور عاجزی دکھانی چاہیے ہم تو ایک بہت بڑا مقصد لیکر کھڑے ہوئے ہیں اگر دنیاوی نام ونمود اور بناوٹ اور تصنّع کے چکر میں پڑ گئے۔ تو پھر ان اہم کاموں کو کون سرانجام دے گا جو ہمارے سپرد کئے گئے ہیں۔

اپنے اندر عاجزی پیدا کرنے کی خاص مہم چلائیں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ:- جتنا بڑا تمہیں مقام ملے اتنے ہی نیچے جھکتے جاؤ اور اس کے نتیجے میں خدا تمہیں اتنا ہی اونچا کرتا چلا جائے گا تو ایمان کا تو یہ مقام ہے کہ اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ ہونا چاہیے نہ کہ بندوں پر اور جس شخص کو ہم نے اس زمانہ میں مانا اسکے سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر اس کے ہر حکم کو بجالانے کا ہم عہد کرتے ہیں۔ اس کا عمل تو عاجزی کی اس انتہا تک پہنچا ہوا ہے، کہ خدا نے بھی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔

پس ہر احمدی کو عمومی طور پر اور عہدہ دار ان کو خصوصی طور پر میں یہ کہتا ہوں کہ عاجزی دکھائیں، عاجزی دکھائیں اور عاجزی کو اپنے اندر اور اپنی ممبرات اور اپنے ممبران کے اندر چاہے مرد ہوں یا عورتیں، پیدا کرنے کی خاص مہم چلائیں۔ اس سال اکثر جگہ ذیلی تنظیموں کے انتخابات ہو رہے ہیں آپ کا بھی کل ہوگیا۔ تو اس خوبصورت خلق کی طرف بھی توجہ دیں اور نئے عزم کے ساتھ توجہ دیں۔ لوگوں سے دعائیں بھی لیں عاجزی دکھا کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم کی ضمانت بھی لیں۔ پس دیکھیں خدا تعالیٰ تو کس کس طریقے سے اپنے بندوں کی بخشش کے سامان کر رہا ہے۔ کہ عاجزی دکھاؤ تب بھی تمہیں بخش دوں گا۔ اب ہم ہی ہیں جو ان باتوں کو نہ سمجھتے ہوئے ان سے دور بھاگ رہے ہیں۔

(سالانہ اجتماع لجنہ و ناصرات UK سے خطاب فرمودہ 19/اکتوبر 2003ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں جیسا کہ میں آگے چل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات میں اس کا ذکر کروں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہیے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو ان کے بچے ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو جائیں کیونکہ آج اگر یہ نہ سمجھے اور اس امر کو نہ روکا تو پھر یہ شیطانی سلسلہ کہیں جا کر رکے گا نہیں اور کل کو یہی سلوک ان کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور احمدیت کی اگلی نسل پہلے سے بڑھ کر دین پر قائم ہونے والی اور حقوق ادا کرنے والی نسل ہو۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جولائی 2003ء)

(الفضل انٹرنیشنل لندن 29 اگست تا 4 ستمبر 2003ء صفحہ 5)

اے خدا مجھ کو تو دنیا میں مزا آتا نہیں

اے خدا مجھ کو تو دنیا میں مزا آتا نہیں
اس جہاں کا کوئی بھی منظر مجھے بھاتا نہیں

کفر منزل اوج کی طے کر رہا ہے رات دن
تجھ سے اسلام کیوں آگے بڑھا جاتا نہیں

گر مسلمانوں نے چھوڑا احمدی تیار ہے
خدمتِ دیں میں وہ مرنے سے بھی گھبراتا نہیں

عہد کرتے ہیں کہ ہم ہر چیز سے تیار ہیں
ظلم اب اسلام پر ہم سے سہا جاتا نہیں

جان و دل حاضر ہیں تیری راہ میں پر اے خدا
بے مدد ان نیم جانوں سے لڑا جاتا نہیں

اے مسلمانو!اٹھو غفلت کو اپنی چھوڑ دو
کیا تمہیں اسلام پر بھی رحم کچھ آتا نہیں

چاہتے ہو تم اگر اسلام پھر پھولے پھلے
چھوڑ دووہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں

(حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ، مطبوعہ (شعراء احمدیت مصنفہ سید سلیم شاہجہانپوری صفحہ 146)

آج کی دعا

اُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ

(سورۃ المؤمن آیت۔45)

ترجمہ:

میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں یقیناً اللہ بندوں پر گہری نظر رکھنے والا ہے۔

یہ قرآن مجید کی پریشانی اور مشکل کے وقت کی دعا ہے۔ یہ فرعون کے قریبی ایک سردار (مومن مرد) کی دعا ہے جو فرعون کے اقرباء اور بڑے سرداروں میں سے تھا۔ اور حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آیا تھا مگر اپنا ایمان مخفی رکھا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو آلِ فرعون کے مکروں کے بد نتائج سے بچالیا اور آلِ فرعون کو بہت بڑے عذاب نے گھیر لیا۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

تعارف سورۃ ابراھیم (چودھویں سورہ)

(مکی سورہ، تسمیہ سمیت اس سورہ کی 53 آیات ہیں)

اردو ترجمہ از ترجمہ قرآن انگریزی (حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ) ایڈیشن 2003ء

مترجم: وقار احمد بھٹی

تعارف

سابقہ سورۃ کا مضمون اس سورۃ میں بھی جاری رکھا گیا ہے اور زیادہ تفصیل اور وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔قرآنی تعلیمات کی سچائی کو مشاہدہ اور تاریخی حقائق کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے حالات سے مشابہ، خدا کے رسول اپنے طاقتور مخالفین کے مقابل پر کامیاب و کامران ہوتے رہے ہیں ۔ آنحضرت ﷺ کے لئے بھی معمولی دنیاوی ذرائع کے باوجود کامیابی مقدر ہے۔ پھر یہ سورۃ مزید بتاتی ہے کہ قرآنی وحی کا اصل مقصد انسانیت کے لئے راہنمائی فراہم کرنا ہے جو ظلمت میں بھٹک رہی ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد لوگوں کو اس گھٹاٹوپ اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لانا ہے۔ آپ ﷺ سے قبل دیگر انبیاء مبعوث ہو چکے ہیں جن میں سے ایک نمایاں نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس سورۃ میں اللہ کے رسولوں کی کامیابی کی بنیادی وجہ خدا کی عبادت اور حق کی تبلیغ کو قرار دیا گیا ہے جس کی وجہ سے رسول اپنے مخالفین پر غالب آتے ہیں۔ اس مضمون کو بیان کرنے کے بعد اس سورۃ میں کلام الٰہی کی بعض نمایاں اور منفرد صفات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس معیار کا بھی ذکر ہے جس پر اس کی سچائی کو پرکھا جاسکتا ہے۔ اگر اسی معیار پر خود قرآن کریم کو پرکھا جائے تو یہ یقینی طور پر خدا کا کلام ثابت ہوتا ہے۔ پھر مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ اس (قرآن) کی تعلیمات اور اعلیٰ خیالات سے فائدہ اٹھانا کس قدر ضروری ہے۔

پھر اس سورۃ میں مزید بتایا گیا ہے کہ قرآنی تعلیمات کے ذریعہ عرب میں وہ تبدیلی واقع ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے صدیوں پہلے سے مقدر کر دی تھی۔ یہ ایک الٰہی تدبیر تھی کہ جب حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل اور بیوی ہاجرہ کو فاران کی بے آب و گیاہ وادی میں لا بسایا، یہی بے آب و گیاہ اور بنجر زمین دنیا کی سب سے بڑی مذہبی جماعت کا مرکز بننے والی تھی۔ مکہ کی بنیاد اسی خدائی تدبیر کو پورا کرنے کے لئے رکھی گئی تھی۔ یہ وجہ ہے کہ بے آب و گیاہ اور بنجر زمین ہونے کے باوجود خدا نے اس کے بسنے والوں کو بکثرت ذرائع خورد و نوش سے نوازا۔ جس وقت حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام خدا کے گھر کی دوبارہ تعمیر کر رہے تھے تو آپ (حضرت ابراھیم) نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مکہ کے رہنے والوں میں سے انکے لئے ایک نبی برپا کر جو ان پر تیرے نشان پڑھے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔

(سورۃ البقرۃ آیت 130)

یہ عظیم الشان پیشگوئی آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مبارک میں پوری ہوئی۔ اس سورۃ میں مومنوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ انکے فرائض اور ذمہ داریاں پہلے ہی حضرت ابراھیم علیہ السلام کے الفاظ میں انہیں بتائی جا چکی ہیں اس لئے انہیں ان ذمہ داریوں کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ اس سورۃ کے اختتام پر کفار کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ اب کیونکہ مکہ کی بنیادیں رکھی جاچکی ہیں اور یہ توحید کے پرچار اور تبلیغ کے حوالہ سے ایک مرکز اور قلعہ بن چکا ہے، اس لئے انہیں بت پرستی کو ترک کر دینا چاہئے۔ ان مشرکوں کی تمام کوششیں کہ وہ اس الٰہی مقصد کی مخالفت کریں لازماً ناکامی اور نامرادی سے ہمکنار ہوں گی۔

☆...☆...☆

تعارف سورۃ الحجر (پندرھویں سورہ)

(مکی سورہ، تسمیہ سمیت اس سورہ کی 100 آیات ہیں)

اردو ترجمہ از ترجمہ قرآن انگریزی (حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ) ایڈیشن 2003ء

مترجم: وقار احمد بھٹی

وقتِ نزول اور سیاق و سباق

جمہور علماء کی رائے کے مطابق یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ سابقہ سورۃ میں یہ بتایا گیا تھا کہ اگرچہ انبیاء سابقہ کوئی ظاہری ساز و سامان نہ رکھتے تھے پھر بھی ان کا مشن کامیاب ہوا کیونکہ ان کے شامل حال خدا کا کلام اور اس کی تائید و نصرت تھی۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ بھی اپنے مشن میں کامیاب و کامران ہوں گے۔ اس سورۃ میں نہایت زور دے کر بتایا گیا ہے کہ کلام الٰہی ایک عظیم قوت ہے جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔ خدا پر بہتان باندھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے اور جھوٹے مدعیان نبوت اور خدا پر بہتان باندھنے والے جلد اپنے منطقی انجام کو پہنچتے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم خدا کا کلام اور وحی متلو ہے اور ہستی باری تعالیٰ کے ناقابلِ تردید دلائل مہیا کرتا ہے۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا بنیادی موضوع یہ ہے کہ کوئی آسمانی صحیفہ زبان دانی، فصاحت و بلاغت اور اعلیٰ مضامین میں قرآن کریم کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ ایک پُرشوکت الہامی صحیفہ ہے۔ یہ اپنی ذات میں کوئی ثانی نہیں رکھتا اور بے مثال ہے۔ اس کی خوبصورتی اور صفات ایسی اعلیٰ اور بکثرت ہیں کہ کئی مرتبہ کفار بھی اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان کے پاس اس (قرآن کریم) جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ کاش ان کے پاس بھی ایسا ہی کوئی صحیفہ ہوتا۔ اس بات کے تسلیم کرلینے کے باوجود وہ اسے قبول کرنے پر رضامند نہیں ہوتے اور اس بات کا ادراک نہیں رکھتے کہ قرآن کریم کے انکار سے وہ سچائی سے دور جا پڑیں گے اور اپنے تئیں خدا کی ناراضگی اور سزا مول لینے والے ہوں گے۔ قرآن کریم کا پیغام بہرحال کامیاب ہونا ہے اور اس کے راستے میں کوئی حائل نہیں ہو سکتا۔ وہ جو ہچکچاتے ہیں یا اسے قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں وہی تکلیف میں پڑنے والے ہیں۔

یہ سورۃ مزید بتاتی ہے کہ اگر قرآنی وحی کا استہزاء کیا جاتا ہے اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو اس پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے نبیوں کی طرف کی جانے والی وحی کو بھی ہنسی ٹھٹھہ کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ مگر استہزاء کرنے والے اس حقیقت سے منہ موڑتے ہیں کہ خدا پر بہتان باندھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا یقینی تباہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ وہ قادر خدا خود ذمہ دار ہے کہ اس پر بہتان نہ باندھا جائے۔ بہتان میں اور اس خدا کی وحی کے الفاظ میں آسانی سے فرق کیا جا سکتا ہے۔ وہ (خدا) اس کلام کو ایک منفرد مقام عطا کرتا ہے اور اس کو قبول کرنے کے لئے عالی مرتبہ، عقلمند اور دانشمند لوگوں کے ذریعہ موزوں ماحول بناتا ہے۔ وہ جو اسے قبول کرتے ہیں انہیں نچلے درجہ سے ترقی دے کر نہایت اعلیٰ اخلاقی اقدار پر فائز کر دیتا ہے۔

☆...☆...☆

بقیہ: یادِ رفتگاں۔ رُوح کے رشتے از صفحہ 7:

تھی وہاں مجھے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ سامی صاحب نے دنیا سے جاتے ہوئے میرے کان میں ایک بات کی تھی کہ کسی سے نہ کروں۔ سامی صاحب نے کہا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ ہمارے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہونگے۔ مگر یہ بات تم دل میں رکھنا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا۔ میں نہیں جانتی یہ بات اُنہوں نے کیوں کہی تھی۔ اب جب انتخاب کے مرحلہ سے ہم گزر رہے تھے تو سامی صاحب کی بات بھی میرے دل و دماغ میں موجود تھی۔ اس بات کا ذکر میں نے حضورؒ کی وفات کے بعد صرف اپنے چھوٹے بیٹے عکاشہ کے ساتھ ضرور کیا تھا کہ اگر میں نہ رہوں تو میرے بیٹے کو اپنے ابو کی بات کا علم ہو۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب کے بعد میں نے اپنے بچوں کو یہ بات بتائی تھی لیکن آج پہلی بار کھُل کر اس کا اظہار کر رہی ہوں۔)

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ یہ رُوحانی رشتے ہمیشہ ہماری روحوں کو روحانی غذا پہنچاتے رہیں۔ مَیں اور میرے بچے اور میری آنے والی پوری نسلیں خلافت کی مضبوط ڈور سے بندھے رہیں اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور خلافت کا یہ بابرکت سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت منشی عبدالعزیز صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(غلام مصباح بلوچ)

حضرت منشی عبدالعزیز صاحب رضی اللہ عنہ دہلی کے رہنے والے تھے۔ دہلی میں آپ کا پتہ گلی قاسم جان لکھا ہے۔ آپ جماعت احمدیہ کے دوسرے جلسہ سالانہ 1892ء میں شامل تھے۔ فہرست شرکاء جلسہ 1892ء (مندرجہ آئینہ کمالات اسلام) میں آپ کا نام 220 نمبر پر ''منشی عبدالعزیز صاحب۔ دہلی قاسم جان کی گلی۔ ملازم دفتر نہر انبالہ'' درج ہے۔ اس موقع پر چندہ دینے والوں کی فہرست میں بھی آپ کا نام درج ہے۔ پھر حضرت اقدسؑ نے اپنے 313 صحابہ کی فہرست میں بھی آپ کا نام 54 نمبر پر ''میاں عبدالعزیز صاحب دہلی'' شامل فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک گروپ فوٹو میں آپ بھی موجود ہیں۔

آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت رکھنے والے اور سلسلہ احمدیہ سے سچا اخلاص رکھنے والے تھے۔ آپؓ علمی شخصیت تھے اور اس لحاظ سے بھی خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ دہلی کے ایک صاحب مرزا حیرت دہلوی نے حضرت اقدس علیہ السلام کے مقابل پر آنے کی کوشش کی اور جھوٹا پروپیگنڈا کیا تو آپ نے ''حیرت کی حیرانی'' کتاب لکھ کر اُس کا تسلی بخش جواب دیا۔ اخبار الحکم 24 فروری 1906ء صفحہ 8 پر آپ کے دو علمی و تبلیغی مکتوب شائع شدہ ہیں۔ اخبار بدر 14/فروری 1907ء میں آپؓ کا ایک اور علمی مضمون ''سعد اللہ لدھیانوی'' شائع ہوا جس کے متعلق اخبار بدر ہی لکھتا ہے: ''گذشتہ پرچہ میں بھائی جان عبدالعزیز دہلوی کا جو مضمون سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق نکلا تھا اس کو حضرت مولوی نور الدین صاحب نے بہت پسند فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ مضمون نویس کا ان کی طرف سے شکریہ ادا کیا جاوے۔'' (بدر 21 فروری 1907ء صفحہ 6 کالم 3)

ایک مرتبہ آپ نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کے لیے

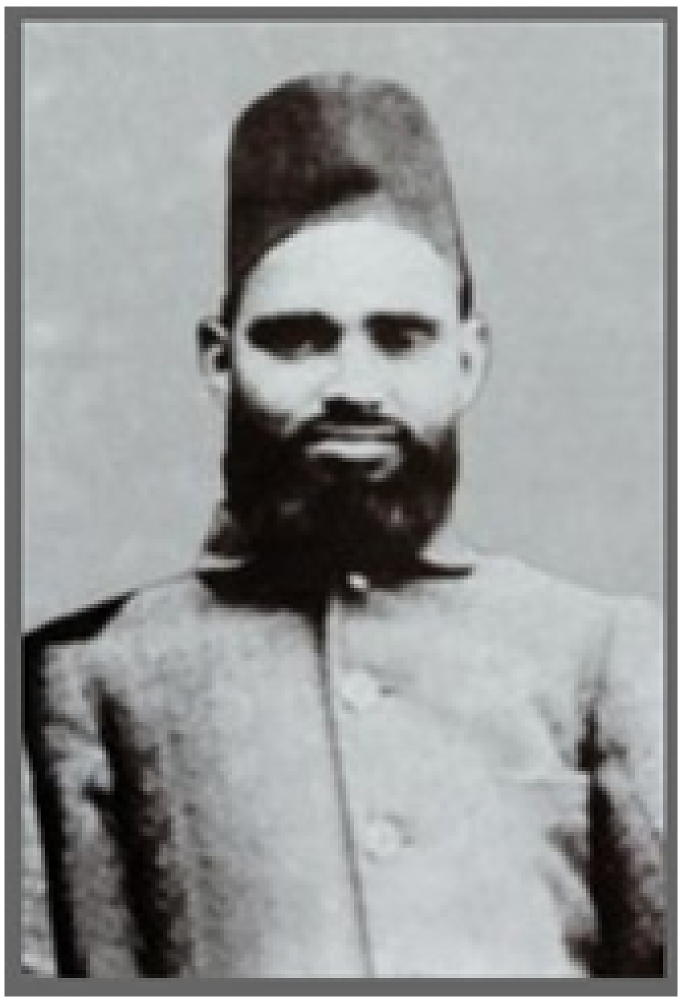

دو مہینے وقف کر کے دور دراز کا سفر اختیار کیا۔ اخبار میں اس کے متعلق رپورٹ یوں درج ہے:

''جناب منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی مصنف حیرؔت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کی طرف سفر کریں گے اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاءً لِوجہ اللہ اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جا بجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا.... وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتھ لے گئے ہیں جن کو وہ جا بجا تقسیم کریں گے اور اس کے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بھی وصول کریں گے۔''

(الحکم 10 جولائی 1906ء صفحہ 1)

سفر سے واپس آنے پر جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے لکھا:

''میرے مکرم بھائی منشی عبدالعزیز دہلوی حال کلرک گوجرانوالہ نے حال میں ہی قریبًا دو مہینے خالصًا خدمت میگزین کے لیے وقف کر کے ایک قابل تقلید نمونہ قائم کیا ہے۔ صاحب موصوف نے نہ صرف اپنے آرام اور آسائش کو ہی ایک خوبی خدمت کے لیے قربان کیا بلکہ اس دورے میں جو انھوں نے کلکتہ وغیرہ کی طرف کیا جس میں ہزار ہا اشتہار انگریزی اور اردو رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے تقسیم کیے اور کئی خریدار اور معاون رسالہ کے پیدا کیے۔ اس لمبے سفر میں جس قدر خرچ منشی صاحب موصوف کا ہوا اُس میں سے ایک پیسہ خرچ بھی انہوں نے میگزین پر نہیں ڈالا بلکہ یہ سب خرچ بھی اپنی گرہ سے ہی کیا۔ کسی انسان کے لیے اس قدر تکلیف اور اخراجات کا گوارا کرنا مشکل ہے جب تک خالص جوش خدمت اسلام کا اُس کے دل میں نہ ہو۔ منشی صاحب موصوف جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے اس دورے سے واپس آ چکے ہیں اور انہوں نے یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ آئندہ بھی وہ وقتًا فوقتًا اس قسم کی خدمت میگزین کی کرتے رہا کریں گے....''

(بدر 25 اکتوبر 1906ء صفحہ 5 کالم 1)

دسمبر 1903ء میں آپؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس کا نام عبدالحکیم رکھا۔ (بدر 8 دسمبر 1903ء صفحہ 366) آپ کے ایک بیٹے مکرم قریشی بشیر احمد دہلوی صاحب واہ کینٹ (وصیت نمبر 15432۔ وفات: 19/فروری 1992ء بعمر 78 سال مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) کا نکاح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے محترمہ امۃ البشیر بیگم صاحبہ بنت حضرت بابو اللہ بخش صاحب رضی اللہ عنہ ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر مری (امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی) کے ساتھ پڑھایا۔

(الفضل 11/اپریل 1950ء صفحہ 5)

بقیہ: مالی نظام از صفحہ: 8

نومبائعین کو مالی نظام کا حصہ بنائیں

... یہ جو مَیں بار بار زور دیتا ہوں کہ نومبائعین کو بھی مالی نظام کا حصہ بنائیں یہ اگلی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے بڑا ضروری ہے کہ جب اس طرح بڑی تعداد میں نومبائعین آئیں گے تو موجودہ قربانیاں کرنے والے کہیں اس تعداد میں گم ہی نہ ہو جائیں اور بجائے ان کی تربیت کرنے کے ان کے زیر اثر نہ آ جائیں۔ اس لئے نومبائعین کو بہرحال قربانیوں کی عادت ڈالنی پڑے گی اور نومبائع صرف تین سال کے لئے ہے۔ تین سال کے بعد بہرحال اسے جماعت کا ایک حصہ بننا چاہئے۔ خاص طور پر نئی آنے والی عورتوں کی تربیت کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

بخل قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے

... پھر ایک روایت میں ہے عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا الشُّح یعنی بخل سے بچو۔ یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 159 مطبوعہ بیروت)

پس اللہ تعالیٰ کی راہ میں بخل کا بالکل سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بڑا ہی انذار ہے اس میں۔ پہلی قوموں کی ہلاکت اس لئے ہوئی تھی کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پرانے احمدیوں کی بہت بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانیوں کی اہمیت کو سمجھتی ہے لیکن اگر نئے آنے والوں کو اس کی عادت نہ ڈالی اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے لیت و لعل سے کام لیتے رہے تو پھر جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت خوفناک انذار فرمایا ہے۔ پس اس انعام کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی جو توفیق دی ہے اس کا شکر بجا لائیں اور آپؑ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی کرنے سے کبھی دریغ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس کا پیغام تو پھیلنا ہی ہے یہ تقدیر الٰہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ لیکن اگر تم نے کنجوسی کی تو اپنی کنجوسی کی وجہ سے تم لوگ ختم ہو جاؤ گے جس طرح کہ حدیث میں ذکر بھی ہے اور لوگ آ جائیں گے۔ جیسا کہ فرمایا ہے {وَمَنۡ یَّبۡخَلۡ فَاِنَّمَا یَبۡخَلُ عَنۡ نَّفۡسِہٖ} (محمد: 39) اور جو کوئی بخل سے کام لے وہ اپنی جان کے متعلق بخل سے کام لیتا ہے۔ پھر فرمایا {وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ۔ ثُمَّ لَا یَکُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَکُمۡ} (محمد: 39) کہ اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے کر آئے گا پھر وہ تمہاری طرح سستی کرنے والی نہیں ہو گی۔

پس یہ مالی قربانیاں کوئی معمولی چیز نہیں ہیں ان کی بڑی اہمیت ہے۔ ایمان مضبوط کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہونے کے لئے انتہائی ضروری چیز ہے۔ صحابہ کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پھل لگائے جس کا روایات میں کثرت سے ذکر آتا ہے۔ شروع میں یہی صحابہ جو تھے بڑے غریب اور کمزور لوگ تھے، مزدوریاں کیا کرتے تھے۔ لیکن جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی مالی تحریک ہوتی تھی تو مزدوریاں کر کے اس میں چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ حسب توفیق بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کیا کرتے تھے تاکہ اللہ اور اس کے رسول کا قرب پانے والے بنیں۔ ان برکات سے فیضیاب ہونے والے ہوں جو مالی قربانیاں کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہیں، جن کے وعدے کئے ہیں۔...

(خطبہ جمعہ فرمودہ 06 جنوری 2006ء، مشعل راہ جلد پنجم حصہ سوم، ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ تعالیٰ) ص 169 تا 171)

☆...☆...(باقی آئندہ)...☆...☆

تبرکات: حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

مومن اور تلاوتِ قرآن کریم

حدیث۔ بخاری اور مسلم دونوں میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مثل المومن الذی یقراء القرآن مثل الا ترجة ریحها طیب و طعمها طیب و مثل المومن الذی لا یقرأ القرآن مثل التمرة لا ریح لها و طعمها حلو و مثل المنافق الذی یقراء القرآن مثل الریحانة ریحها طیبٌ و طعمها مرٌ و مثل المنافق الذی لا یقراء القرآن کمثل الحنظلة لیس لها ریح و طعمها مرٌّ۔

ترجمہ۔ اس ایماندار کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ ترنج یعنی میٹھے لیمو کی ہے کہ اس کی بُو بھی اچھی اور اس کا مزا بھی اچھا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھا کرتا۔ چھوہارے کی ہے کہ اس میں بو نہیں مگر اس کا مزا میٹھا ہے۔ پھر اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبودار پھول کی ہے جو کہ خوشبودار تو ہو لیکن مزا اس کا کڑوا ہو اور اس منافق کی مثال جو کہ قرآن پڑھتا ہی نہیں اندرائن کے پھل کی سی ہے کہ نہ اس میں بُو ہے اور نہ مزا میٹھا ہے۔

اس حدیث سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ مومن قرآن خوان میں دو صفتیں ہوتی ہیں۔ ایک باطنی یعنی اعتقاد۔ اس کو میٹھا مزہ فرمایا اور دوسری ظاہری جس کا اثر لوگوں کو پہنچتا ہے۔ اس کو خوشبو کے ساتھ مثال دی۔ یعنی مومن قرآن خوان کا ظاہر و باطن دونوں بہتر ہیں۔ مگر وہ مومن جو قرآن خوان نہیں۔ اس کا باطن بسبب ایمان اچھا ہے۔ لیکن وہ قرآن شریف کی تلاوت نہیں کرتا اور لوگوں کو اس سے ظاہری اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی خوشبو نہیں پھیلتی۔ پھر جو منافق قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ وہ صرف ایک خوشبودار پھول کی مانند ہے۔ لیکن اس کا اثر کچھ نہیں۔ ظاہراً اچھا۔ باطناً بُرا۔ کیونکہ اس کے دلی اعتقاد درست نہیں۔ لیکن جو منافق قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتا وہ اندرائن کے پھل کے مشابہ ہے۔ یعنی ظاہراً بھی بُرا اور باطناً بھی بُرا۔

ہمیں خالص مومن بن کر تلاوتِ قرآن مجید بلاناغہ کرنی چاہئے۔ تا کہ ہمارا ظاہر بھی اچھا ہو اور باطن بھی اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال کے مصداق ہوسکیں۔

(روزنامہ الفضل قادیان 23 اگست 1943ء صفحہ 3)

علیکم بالشفائین: العسل و القرآن

قرآنِ حکیم اور عسل مصفّٰی یعنی شہد میں روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج

(قسط چہارم)

خالص شہد۔ علاج کا ایک حیرت انگیز ذریعہ

شہد کے ذریعے مختلف جسمانی بیماریوں کا تدارک

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ شہد کا استعمال قدیم سے چلا آرہا ہے۔ نہ صرف قدیم مصری اور سیرین تہذیبوں میں اس کے استعمال کا ذکر ملتا ہے بلکہ قدیم چینی تہذیب میں بھی اسے بغرضِ علاج استعمال کرنے کے قرائن سامنے آئے ہیں۔ بلکہ یہاں تک ثابت ہے کہ چین کے شمال مغربی علاقوں میں تو آج تک گھٹنوں اور جوڑوں کے درد میں مبتلا افراد کا علاج شہد کی مکھی کے ڈنگ سے کیا جاتا ہے۔ یہ ڈنگ تکلیف والی جگہ پر لگوائے جاتے ہیں جس سے 90 فیصدی افراد کو شفایابی نصیب ہوئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ طریقۂ علاج 3ہزار سال سے یہاں مستعمل ہے۔

خدا کی بات یقیناً سچی ہے

زمانہ نبوی ﷺ میں بھی بڑے بیّن طور پر ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شہد کے ذریعے علاج کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے بھائی کا پیٹ خراب ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔ کچھ دیر بعد وہ شخص دوبارہ آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! شہد پلانے سے تو مرض میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اس پر پیغمبرِ خدا نے دوبارہ ارشاد کیا کہ جاؤ اسے اور شہد پلاؤ۔ کچھ دیر کے بعد وہ شخص ایک بار پھر آپؐ کے پاس آکر گویا ہوا کہ اب تو میرے بھائی کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ اس پر آپؐ نے بڑے یقین اور تحدّی کے ساتھ فرمایا: صَدَقَ اللّٰہُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ یعنی اللہ کا قول یقیناً سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بول رہا ہے۔ جا اور جاکر دوبارہ اسے شہد پلا۔ اس پر وہ شخص گیا اور ایک بار پھر اپنے بھائی کو شہد استعمال کروایا اور اس بار اسے شفا نصیب ہوگئی۔

(بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل)

شہد کے ذریعے آنکھ کی سوزش اور دیگر بیماریوں کا علاج

آنحضور ﷺ کے بعد آپ کے صحابہؓ بھی اپنی بیماریوں کا علاج شہد کے ذریعے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عوف بن مالکؓ ایک بار بیمار ہوئے تو آپؓ نے اپنا علاج شہد، پانی اور زیتون کے تیل کے استعمال کے ذریعے سے کیا اور آپؓ کو شفا نصیب ہوئی۔ اسی طرح ابو وجرہ جنہیں صحابہ کی صحبت نصیب ہوئی ان کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ اپنی آنکھ کی سوزش کا علاج شہد سے کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ کَانَ یَکْتَحِلُ بِالْعَسَلِ یعنی وہ شہد کو اپنی آنکھوں میں بطور سرمے کے استعمال کیا کرتے تھے۔

(حیات الکبریٰ مصنفہ کمال الدین محمد موسیٰ جزء دوئم زیر لفظ النحل بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 12مئی 2000ء)

حضرت مسیح موعودؑ کا ذیابیطس کے مرض میں شہد کے ذریعے سے علاج

ایک دفعہ حضور اقدسؑ کو ذیابیطس کے مرض کی وجہ سے کافی کمزوری کی شکایت تھی۔ آپؑ نے یہ سوچ کر کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے تو ضرور اس سے شفا نصیب ہوگی۔ آپؑ نے شہد میں کیوڑا ملاکر استعمال فرمایا جس سے جلد آپؑ کو افاقہ ہوا بعد ازاں آپؑ چند صحابہ کی معیت میں باغ میں گئے اور وہاں جاکر 10رکعات اشراق ادا کی۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 248-249)

مختلف امراض میں شہد کے ذریعے علاج

انٹرنیٹ پر 'وکی پیڈیا' کے نام سے ایک انسائیکلو پیڈیا نے اس بارے میں جو معلومات مہیا کیں وہ قارئین کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔

☆ ذیابیطس کے اُلسر کا علاج جب اینٹی بائیوٹیک کے ذریعے سے ممکن نہ ہو تو شہد کے ذریعے سے اس کا علاج کیا جاتا ہے۔

☆ جلے کے زخم پر شہد کا لیپ کرنے سے زخم جلد مندمل ہوجاتا ہے۔ اسی طرح دیگر زخموں کی سوزش ختم کرنے اور انہیں خشک کرنے میں بھی شہد بہت مفید ہے۔

☆ آنکھوں کی سوزش میں شہد سے علاج کیا جاتا ہے۔

☆ بعض اوقات باوجود ادویات کے استعمال کے انفیکشن ختم نہیں ہو رہا ہوتا جس کی وجہ ایک قسم کا بیکٹیریا ہے جسے MRSA کہا جاتا ہے۔ ایک خاص قسم کا شہد جو منوکا کہلاتا ہے اس کا استعمال اس بیکٹیریا کا خاتمہ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے انفیکشن بھی ختم ہوجاتا ہے۔

☆ موسمی الرجیوں، گلے کے امراض اور کھانسی کی تکلیف میں شہد کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

☆ شہد معدے کی تیزابیت کو دور کرنے کا بہت کارگر نسخہ ہے۔

مرہم عیسیٰ میں موم کا استعمال

حضرت عیسیٰؑ کو واقعہ صلیب کے بعد جو مرہم لگائی گئی اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے تفصیل کیساتھ اپنی بعض تصنیفات جیسے مسیح ہندوستان میں وغیرہ میں اس مرہم کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض تاریخی کتب میں اس الہامی نسخے کا درج ہونا ثابت کیا ہے۔ چندسال قبل تجرباتی طور پر جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی اس مرہم کو دوبارہ بنانے کا کام کیا گیا۔ اس نسخے کے تمام اجزاء کو باریک پیس کر موم میں ملادیا جاتا ہے اور یوں یہ مرہم استعمال کے قابل ہوجاتی ہے۔ اس نسخے میں شہد کی مکھی کا پیدا کیا ہوا موم یقیناً اس بات کی علامت ہے کہ خدا تعالیٰ نے شہد اور اس سے وابستہ ہر چیز میں شفا کے حیرت انگیز خزانے چھپا رکھے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ شہد پر اس نیت سے تجربے کئے جائیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ کا دعویٰ یقیناً سچا ہے تو لازماً دنیا اس انمول خزانے سے اور زیادہ مستفیض ہوسکے گی۔

☆...☆...☆

یادِ رفتگاں۔ رُوح کے رشتے

(صفیہ بشیر سامی۔لندن)

رُوح کا رشتہ تو روح دینے والے کے ساتھ ہی ہے، اور اُن محبوب ہستیوں کے ساتھ بھی روح کا رشتہ ہے جن کے لئے یہ زمین وآسمان وجود میں آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جیسے ہمارے خون کے رشتے، رحمی رشتے، خاندانی رشتے، پیار کے رشتے، محبت کے رشتے، یہ انمول رشتے ، اسی طرح بیشمار رشتے ہیں جو ہر انسان کی زندگی کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

لیکن آج میں اُن روحوں کی بات کروں گی جو قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہیں۔ کیا رشتہ تھا اُس روح سے جب رخصت ہوئی تو دنیا میں پھیلے کروڑوں فرزندانِ اسلام کی آنکھوں کو اشکبار کر گئی۔ وہ دن، وہ گھڑی مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میرے بیٹے نے فون کر کے مجھے ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کی اندوہناک خبر سنائی۔ تھوڑی دیر کے لئے تو سکتہ طاری ہوگیا۔ یہ خبر سننے کے لئے کوئی بھی ذہنی طور پر تیار نہیں تھا۔ باوجود اس کے کہ کافی دنوں سے ناسازئ طبع کی خبریں دلوں کو ہلا رہی تھیں۔ پھر بھی جیسے ہی یہ خبر کانوں تک پہنچی پہلے تو یقین ہی نہیں آیا پھر جلدی سے ایم ٹی اے لگایا۔ کاش یہ خبر غلط ہو دل تھا کہ بھاگ کر مسجد پہنچنے کے لئے بے چین تھا۔ لیکن جا نہیں سکتی تھی کہ اُس وقت مجھے کوئی لے کر جانے والا نہیں تھا۔

اشکبار آنکھیں بند کیں تو ماضی میں کھو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی رحلت یاد آئی ان کی بیماری کے بارے میں کافی پریشانی کی خبریں آرہی تھیں... ایک دن شام کو قریباً سات یا آٹھ بجے سامی صاحب نے ریڈیو لگایا تو پہلی خبر ہی یہ تھی کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی وفات ہوگئی ہے یہ خبر ہم پر بجلی بن کر گری تھی۔ ہم اتنی اندوہناک خبر سننے کے لئے تیار نہیں تھے اُس وقت ہم پشاور میں مقیم تھے۔ گود میں پہلی بیٹی لبنیٰ لیے ربوہ سے آئے ابھی پندرہ بیس دن ہی ہوئے ہوں گے، بچی دو ماہ کی بھی نہیں ہوئی تھی۔ سامی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ بتاؤ اب ہم کیا کریں جبکہ اس وقت کوئی ٹرانسپورٹ بھی نہیں ہے، بچی بھی بہت چھوٹی ہے کیا تم اس چھوٹی بچی کے ساتھ بسوں کو بدل بدل کر رات بھر کا سفر کر لو گی؟ میرا جواب تھا: جی ہاں میں ہر حال میں ربوہ جانا چاہتی ہوں اور پیارے آقا کا دیدار کرنا اور جنازہ میں شامل ہونا چاہتی ہوں۔

نومبر کے مہینہ میں سردی ہوتی ہے۔ ویسے بھی پشاور میں پنجاب کی نسبت کچھ زیادہ ہی سردی ہوتی ہے۔ ہم نے اپنی ننھی بچی کو کمبل میں لپیٹا اور اپنے بھی موسم کے لحاظ سے چند کپڑے لئے اور ٹیکسی لے کر رات کو راولپنڈی پہنچے۔ وہاں سے بس پر سرگودہا اور سرگودہا سے ربوہ پہنچے۔ مسجد مبارک ربوہ کی صبح کی اذان سُنی جس کی گونج آج تک محسوس کر سکتی ہوں۔ وہ سوز و گداز میں ڈوبی اذان جو میرے کانوں تک آئی، وہ غم بھری رات کا سفر ہمیشہ مجھے یاد رہے گا۔ یہ روحانی رشتوں کے غم ہمیں کہاں چین لینے دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے زخموں پر فوراً مرہم لگا دیتا ہے جب ہم آنے والے خلیفہ کی بیعت کرتے ہیں تو۔ الحمد للہ! ہمارے روحانی رشتے، ساری وفائیں، اور اطاعت سب اُس امام کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پورے دور میں مَیں اپنے وطن سے دور رہی لیکن جب بھی آپؒ کا لندن کا دورہ ہوا۔ الحمد للہ! ہماری اور سب بچوں کی بہت یادگار ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ لندن جب آپ کی وفات کی اچانک خبر ملی تو وہ گھڑی بھی قیامت سے کم نہیں تھی ہم سب لندن مسجد میں جمع ہو گئے۔ جب تک نئے خلیفہ کی خوشخبری نہیں سنی، ہم سب دعاؤں میں لگے رہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے روشنی کی نئی کرن دکھائی جو دیکھتے دیکھتے آسمان پر چاند اور سورج کی طرح چمکی اور ساری دنیا کو روشن کر دیا۔ جی ہاں میں ذکر کر رہی ہوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا اُنہوں نے خلافت کی قبا پہن کر بہت کم عرصہ ربوہ میں گزارا اور پھر لندن تشریف لے آئے۔ یہ ہجرت اہلِ پاکستان کے لیے تکلیف دہ تھی مگر ہماری خوش نصیبی کہ وہ ہمارے پاس لندن تشریف لے آئے۔

اور------ پھر ------

اُن کے ساتھ رُوح کا ایک کبھی نہ ختم ہونے والا رشتہ قائم ہوا۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 19 اپریل 2003ء کو کروڑوں لوگوں کو سوگوار چھوڑ کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون

وہ جو اپنی جماعت کے ہر فرد کو دعاؤں کا تحفہ دیتے تھے، روحانی سکون دیتے، جماعت کے ہر فرد کو اتنا پیار کرتے کہ ہر فرد کو یہ ہی احساس ہوتا کہ حضورؒ سب سے زیادہ مجھ سے ہی پیار کرتے ہیں۔ میں اور میری فیملی بھی اُن خوش نصیب لوگوں میں شامل ہیں جو پیارے آقاؒ کی زیارت، پیار، دعاؤں سے ہر آن سیراب ہوتے رہے۔ پیارے آقاؒ کے آنے سے ہماری مسجد فضل لندن میں رونقیں بڑھ گئیں۔ خطبات، تقاریر اور مجالس عرفان کا ایک سلسلہ تھا جس کے فیض سے لندن کا ہر احمدی سیراب ہو رہا تھا۔ ہم اُس وقت مسجد فضل لندن سے کافی دور رہتے تھے اس وجہ سے ہر پروگرام میں شامل ہونا مشکل ہوتا تھا جس کا ہمیں اور بچوں کو شدت سے احساس تھا بچے تو اختتام ہفتہ اپنے نانا نانی جان اور ماموں کے پاس رہ جاتے جو مسجد کے بالکل قریب رہتے تھے ان کے ساتھ پروگراموں میں بھی حصہ لے لیتے لیکن یہ کوئی ہمیشہ کے لئے حل نہیں تھا۔ سامی صاحب نے اُس کے لئے یہ حل نکالا کہ ہم گھر بدل کر مسجد کے قریب کوئی ٹھکانا ڈھونڈ لیتے ہیں۔

جس گھر میں ہم رہ رہے تھے کونسل نے ہمیں بالکل نیا بنا ہوا دیا تھا جو بہت مشکلوں کے بعد ملا تھا کافی بڑا گھر تھا جس میں ہم نے گھر کی ہر چیز نئی ڈلوائی تھی اور یہ گھر مجھے بہت پسند تھا۔ اتفاق سے اباجان کے ملنے والوں میں سے ایک صاحب نے مسجد کے قریب ایک گھر کی آفر دے دی جو سامی صاحب کو بہت پسند آئی تھی۔ مجھے کہا سوچ لو بچوں کا مستقبل سنوارنا چاہتی ہو یا اس گھر میں خوش رہنا تمہیں پسند ہے۔ میں نے کہا مجھے کچھ دن دعا کے لئے دیں میں دعا کرتی ہوں پھر جو اللہ کو منظور ہوگا ویسے ہی کریں گے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مطمئن کر دیا اور وہ گھر چھوڑ کر ہم پیارے آقاؒ کے قدموں میں مسجد کے در پر آ بیٹھے۔ گھر چھوڑتے ہوئے اُس وقت تو بہت مشکل لگ رہا تھا، لیکن بعد میں جب روح کی غذا ملنا شروع ہوئی تو ہر بات بھول گئی۔ یاد رہا تو بس اتنا کہ صبح و شام ہم نوروں نہاتے رہے ہیں۔ نماز، تراویح، درس، خطبات جمعہ اور مجلسِ عرفان غرض سب کچھ ہماری دسترس میں تھا۔

اس کے علاوہ جس بات نے ہمیں حضورؒ کے بہت قریب کیا وہ تھا میری بیٹی کا حضور انور کے گھر ہر ہفتہ ڈیوٹی پر جانا۔ جہاں میری بیٹی لبنیٰ نے حضورؒ کا بہت پیار پایا وہاں ہمیں بھی اُس پیار کا کچھ نا کچھ حصہ ملتا رہا، کبھی کبھار میرا بھی اُس کے ساتھ جانا ہو جاتا اور پیارے آقا کو بہت قریب سے ملنے اور دیکھنے اور بات کرنے کی سعادت مل جاتی۔ پھر یہ قربت بڑھتی گئی۔ میرے بیٹوں کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ حضورؒ کے ساتھ صبح کی سیر پر جانے لگے۔ چھٹیوں میں میرے بیٹے منیر کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے ساتھ آفس میں ڈاک کی ڈیوٹی مل گئی، بلال سیکورٹی کی ڈیوٹی کرتا رہا۔ سامی صاحب بھی صبح و شام اپنی کسی نہ کسی ڈیوٹی پر رہتے۔ الحمد للہ کچھ عرصہ کے لئے مجھے اپنے حلقہ میں لجنہ کی صدارت کا عہدہ پر کام کی سعادت ملی۔ غرض ہم سب صبح و شام روحانی من وسلویٰ کھاتے رہے۔ الحمد للہ

لبنیٰ کی شادی حضور انورؒ کی رضامندی اور مشورہ سے ہوئی۔ اُس کے بعد میرے بیٹے کی منیر کی شادی کا وقت آیا اُس وقت منیر امریکہ میں تھا۔ ہم سب کی رضامندی سے طے پایا رشتے کے لئے پاکستان جانے کا پروگرام بن رہا تھا۔ میں اور سامی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے پاس دعا کے لئے گئے اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ ہم اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتے ہیں اور خواہش ہے کہ بہو پاکستان سے لیکر آئیں۔ ساتھ ہی حضور کو یہ بھی بتایا کہ میرا بیٹا جس کمپنی میں کام کرتا ہے اس نے شادی کے بعد اُس کی بیوی کو اُسی وقت ویزا دینے کی حامی بھری ہے۔ یعنی بیوی لانے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ یہ سب کام مجھے ایک ماہ میں ہی کرنے تھے اور پاکستان صرف میں نے اکیلے ہی جانا تھا۔ میرے بیٹے نے صرف پندرہ دن کی چھٹی پر آنا تھا۔ حضور انور نے میری ساری بات سُنی اور فرمایا:۔

ہاں ہاں کیوں نہیں تم جاؤ میں پاکستان میں منگلا صاحب کو فون کرواتا ہوں وہ آپ کی مدد کریں گے اور بی بی باچھی کو بھی اطلاع کروا دیتا ہوں تم بے فکر ہو کر جاؤ۔ اُسی وقت پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بلایا اور تاکید کی کہ منگلا صاحب کو فون کر دیں اور ساتھ ہی بی بی باچھی صاحبہ کو اطلاع کر دیں جہاں تک ہو سکے مدد فرمائیں۔ آپ نے ربوہ میری قیام گاہ کا فون نمبر بھی لے لیا۔ (گو کہ پاکستان میں میری اپنی مصروفیت اور بی بی باچھی صاحبہ کا ساتھ ملنے سے مجھے منگلا صاحب سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا)

میں اور سامی صاحب اپنی خوش نصیبی پر حیران کہ ہم تو صرف مشورہ کرنے کے لئے آئے تھے، اور ہم پر اتنا کرم ہوگیا جو سوچا بھی نہیں تھا۔ میں ابھی لندن میں ہی تھی کہ میرے جانے کی اطلاع پاکستان پہنچ چکی تھی۔ ہم نے جلدی جلدی سیٹ بک کروائی۔ پھر بھی مجھے جانے میں تقریباً ایک ہفتہ لگ گیا۔ کچھ دن مجھے لاہور میں لگ گئے۔ میں لاہور میں ہی تھی کہ مجھے ربوہ سے فون آنے شروع ہو گئے کہ آپ کہاں ہیں؟ منگلا صاحب کا فون اور بی بی باچھی صاحبہ کے فون آرہے ہیں۔ مَیں لاہور سے بھاگی۔ مجھے یہ احساس ہی نہیں تھا کہ سب اتنی جلدی ہوگا۔ بی بی باچھی صاحبہ سے

اس سے قبل میری کوئی بہت زیادہ جان پہچان نہیں تھی۔ میری بیٹی لبنیٰ جب حضورؒ کے گھر ڈیوٹی دینے جاتی تو اس طرح وہاں بی بی صاحبہ کے ساتھ ایک دو بار مختصر سلام دعا ہوئی تھی۔ احترام کی وجہ سے میں بہت کھُل کر نہیں مل سکی تھی۔ مَیں قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کے جس نے ہمیں ایسی جماعت عطا کی جو کسی رشتہ کے بغیر ہی تمام رشتوں میں بندھی ہوئی ہے اور یہ بے نام رشتے رُوح کے اندر تک سما جاتے ہیں۔

میری زندگی کا زیادہ تر حصہ پاکستان سے باہر گزرا ہے۔ اسی وجہ سے اِن سب معززین کے ساتھ رابطہ کرنے میں مجھے بہت مشکل محسوس ہو رہی تھی۔ مَیں بے تکلفی سے بات نہیں کر پا رہی تھی۔ مگر بی بی باچھی صاحبہ کی شفقت اور محبت نے مجھے حوصلہ دیا میری کمزوری کو بہت اچھی طرح سے سنبھال لیا۔ مَیں تو وہاں کسی کو بھی نہیں جانتی تھی لیکن بی بی باچھی صاحبہ نے میری راہنمائی فرمائی۔ سب جگہ میرے ساتھ گئیں۔ الحمد للہ۔ ایک ماہ کے اندر جس مقصد کو میں لندن سے لیکر گئی تھی کامیاب ہوگئی اور میرے بیٹے کی شادی اِن سب معزز اور قابل احترام محسنوں کی شرکت سے انجام پائی۔

یہ سب میری وجہ سے نہیں ہوا۔

یہاں پر ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی محبتوں اور شفقتوں سے تو مالا مال تھے ہی مگر پیارے حضور انورؒ نے میرے لئے پاکستان میں بھی محبتوں کی بوچھاڑ کروادی جن کو بھی علم ہوتا کہ مجھے حضورؒ نے اس شادی کیلئے بھجوایا ہے میرا کام ہاتھوں ہاتھ ہو جاتا۔ سب لوگوں نے اتنی محبت دی کہ مجھے محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں نے شادی اپنی فیملی کے بغیر اکیلے میں کی ہے۔ بی بی باچھی صاحبہ کے ساتھ محبت اور شفقت کا ایسا تعلق بنا کہ اُس کے بعد میں جب بھی پاکستان جاتی اُن کو ملنے جاتی تو میرے لئے کوئی نہ کوئی تحفہ تیار ہوتا، اور اُن کا جب بھی لندن آنا ہوتا اگر مجھے کسی وجہ سے ملنے میں دیر ہوگئی تو پیغام آتا تم ملنے کیوں نہیں آئیں؟۔

پھر ان محبت کے رشتوں کو مزید تقویت سعدیہ خان (بی بی جمیل صاحبہ کی بیٹی) کی وجہ سے ملی۔ سعدیہ بی بی میرے گھر کے قریب رہتی تھیں اور اُن کے بچے اُس وقت جس سکول میں جاتے تھے وہ میرے گھر کے سامنے ہی تھا، اس طرح ہم ایک دوسرے کی ضرورت بھی بن گئے تھے۔ سامی صاحب (مرحوم) سعدیہ کو اپنی بیٹیوں ہی کی طرح پیار کرتے تھے، اور سعدیہ بی بی کے لئے ہمارا گھر کوئی غیر نہیں تھا۔ اُن دنوں جب بی بی باچھی صاحبہ پاکستان سے تشریف لائیں تو سعدیہ کے گھر قیام کیا۔ محترمہ بی بی جمیل صاحبہ اور اُن کی بیٹی (بی بی صوفیہ) کا قیام بھی سعدیہ کے گھر ہی تھا۔ ظاہر ہے میری خوش نصیبی تھی کہ اکثر ملنا ہو جاتا تھا۔

سامی صاحب کا جماعتی کاموں کی وجہ سے ہر روز ہی مسجد جانا ہوتا، اس طرح ان معزز مہمانوں کو کار میں لے جانے کا اعزاز بھی مل جاتا۔ ایک دن سعدیہ بی بی کا فون آیا کہ کیا آپ نے جمعہ پر جانا ہے؟ اور اگر جانا ہے تو اُمی کو بھی ساتھ لے جائیں مَیں نے کہا کیوں نہیں ضرور سو ہمارے ساتھ محترمہ بی بی باچھی صاحبہ، محترمہ بی بی جمیل صاحبہ اور اُنکی بیٹی بی بی صوفیہ صاحبہ جمعہ پر گئے اور واپسی بھی ہمارے ساتھ ہی ہوئی۔ واپسی پر میں نے دعوت دی کہ آج تو آپ سب میرے ساتھ ہی ہیں ہمارے گھر چلیں، کہنے لگیں آج نہیں پھر کبھی آئیں گے، میرا جواب تھا یہ تو آپ ہمیشہ ہی کہتی ہیں، آج میں نے کوئی خاص چیز نہیں پکائی گو بھی گوشت بنایا ہے کھانا کھا لیں۔ ہم نے بھی ابھی نہیں کھایا آئیں ہم سب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ معزز مہمانوں نے پھر کبھی آنے کا کہہ کر مجھے چُپ کروادیا مَیں احترام کی وجہ سے زیادہ اصرار نہ کرسکی۔ سامی صاحب مجھے اُتار کر اُن کو چھوڑنے چلے گئے۔ مَیں ابھی کوٹ وغیرہ اُتار کر کچن میں آئی ہی تھی کہ دروازہ کھٹکا، کھولا تو سب بیگمات مسکراتے ہوئے سامنے کھڑی تھیں۔ محترمہ بی بی باچھی صاحبہ اور محترمہ بی بی جمیل صاحبہ اور اُن کی بیٹی بی بی صوفیہ صاحبہ کہنے لگیں، لو اللہ میاں نے تمہاری بات سُن لی ہے۔ سعدیہ تو گھر پہ نہیں ہے تمہاری بھی خواہش پوری ہوگئی۔ میری تو خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ مگر ساتھ گھبراہٹ بھی ہوئی کہ معزز مہمانوں کی خاطر داری کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا۔ پہلے سے ہی تیار شامی کباب، پودینے کی چٹنی، گوبھی گوشت اور گرما گرم پھلکے مکھن لگا کر پیش کئے۔ مَیں دل میں شرمندہ سی تھی مگر معزز مہمانوں نے میری اتنی دلجوئی فرمائی کہ میں کبھی بھول نہ پاؤں گی۔ اُس کے بعد جب بھی ملاقات ہوتی اُس سادہ سے کھانے کی تعریف ضرور ہوتی۔ اپنے محترم بھائی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرح اُن معزز بہنوں کو بھی لوگوں کے دل جیتنے کا ہنر آتا تھا۔ اس لئے ہر وہ شخص جو ایک بار بی بی باچھی صاحبہ کو مل لیتا اُس کو یقین ہو جاتا کہ یہ معزز ہستی صرف اور صرف اتنا پیار مجھ سے ہی کرتی ہیں اور یہ سچ بھی ہے کہ اُن کی شخصیت اتنی دلربا اور پُرکشش تھی کہ دل چاہتا ہے کہا جائے کہ وہ صرف میرے ساتھ ہی پیار کرتی ہیں تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ الحمد للہ میں خوش نصیب ہوں کہ میرے حصہ میں بھی آپ کا پیار آیا۔

اب میں دوبارہ اُسی مضمون کی طرف واپس آتی ہوں۔ جس روحانی رشتے کے ساتھ ہماری روحوں کا رشتہ بھی منسلک ہے۔ یعنی خلافت کا بابرکت وجود۔ مجھے یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے شروع شروع کے رمضان المبارک کی بات کر رہی ہوں، مسجد فضل لندن میں عصر کی نماز کے بعد درس پھر مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں ہی روزہ افطار ہوتا، عشاء کی نماز کے بعد تراویح۔ اس طرح رمضان المبارک کی برکتیں سمیٹتے ہوئے صبح سحر کا وقت ہو جاتا روزہ رکھنے کے بعد پھر مسجد فضل لندن کی طرف بھاگتے۔ فجر کی نماز کے بعد جب نصرت ہال سے باہر نکلتے تو اُتنی دیر تک حضور انورؒ نماز پڑھا کر اُپر اپنے گھر کی بالکونی میں کھڑے ہو جاتے۔ ہم سب کے مُنہ اُوپر کو اُٹھے ہوئے ہوتے۔ جتنی دیر حضورؒ بالکونی میں تشریف فرما ہوتے ہم سب اس بابرکت نظارہ سے محظوظ ہوتے۔ اگلے دن جب لبنیٰ یا اور کوئی جس کی بھی ڈیوٹی ہوتی حضور اُس کو پوری تفصیل سے فرماتے کہ آج تمہاری امی یا چھوٹی بہن بھی آئی تھی لیکن تمہارے بھائی کو نہیں دیکھا۔ غرض ہمیں دیکھ کر ایک کنبہ کی طرح پہچان جاتے تھے کہ کون آیا اور کون نہیں آیا۔ اُن دنوں ہماری باتوں کا موضوع تھا تو ایک ہی وہ تھے ہمارے پیارے آقاؒ، اُن کی ہی باتیں، اُن کا ہی ذکرِ خیر یعنی ہماری زندگیوں کا محور حضور انورؒ ہی ہوتے تھے۔

مجھ جیسی ناچیز بیمار ہوئی تو گھر فون کر کے خیریت دریافت کر کے مجھ پر احسان کیا۔ پھر جب بھی ملاقات ہوتی تو ایک ہی فقرہ دہراتے تم مرنے سے بچ گئی ہو۔ کیونکہ میرا ایک بہت بڑا اپریشن ہوا تھا جس کی ساری تفصیل سے پیارے آقاؒ کو آگاہ کیا گیا تھا اور پیارے آقا نے مجھے حفاظتی تدابیر بھی سمجھائی تھیں۔ یہ تو میں ہوں لیکن صرف میں ہی نہیں یہاں تو الحمد للہ! ہر فرد ہی اس پیار کے چشمہ سے سیراب ہو رہا تھا۔

یہاں میں چند اشعار لکھوں گی جو ہم سب کے دلوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔

جس کی الفت میں گرفتار تھے لاکھوں انسان
اور وہ ایسا تھا کہ لاکھوں پہ فدا رہتا تھا
ہاں وہی شخص جو رہتا تھا دلوں میں ہر دم
وہ جو ہر سانس کی ڈوری میں بندھا رہتا تھا
ہفت اقلیم میں پھیلائے ہوئے دستِ دعا
بھیگی پلکوں سے ہر اِک وقفِ دعا رہتا تھا
’’مجھ سے ہی پیار وہ کرتا ہے‘‘ یہ تھا سب کو گماں
اس کا پیار ایسا تھا ہر دل میں بسا رہتا تھا

(عطاء المجیب راشد مورخہ ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۳ء)

اور پھر یہ کروڑوں لوگوں کے دِلوں میں روحانی روح پھونک کر، پیار محبت کی جوت جگا کر، دین کی لگن لگا کر، سجدوں میں گریہ وزاری کا سبق سکھا کر، دُنیا جہاں میں مسجدوں کی تعمیر اور قرآن کریم کی اشاعت کی تکمیل کروا کر، قرآن کریم اور حدیث کا درس سنا کر، سوال جواب کی مجالس سجا کر، اردو کلاس لگا کر، دُنیا جہان کے دل جیت کر، لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھیر کر، اپنی شاعری سے لوگوں کو گرما کر، ہومیوپیتھی کی میٹھی گولیاں کھلا کر، تمام ذمہ داریوں کو نبھا کر، ایک بہت ہی متحرک رہبر اور رہنما، ہم سب کے غموں کو سینہ میں چھپا کر، ہم سب کو غم زدہ اور سوگوار چھوڑ کر خود اپنے ربِ رحیم کے گھر حاضر ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ آپؒ پر ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے آمین۔

راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہو

لیکن اس خبر سے ایک سیکنڈ کے لئے ہزاروں عقیدت مندوں کے دل کی دھڑکنیں بند ہونے کو تھیں۔ جو لندن سے باہر تھے وہ ٹی وی کھول کر بیٹھ گئے اور جو بھی مسجد فضل پہنچ سکتا تھا اُس نے وہاں پہنچنے میں دیر نہیں کی۔ پھر کون بھول سکتا ہے اُس آنسوؤں سے بھگی ہوئی شام کی خاموشی کو، اُس سکتہ کو، ایک عجیب سا ڈر اور خوف، ہزاروں عقیدت مند وں کا جمِ غفیر مسجد کے باہر دم سادھے بیٹھا تھا اور نئے چاند کے نکلنے کا منتظر تھا۔ مسجد کے اندر ہم ہاتھ اُٹھائے اپنی اپنی دُعاؤں کی دور بین لگائے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرتے ہوئے نئے چاند کی بھیک مانگ رہے تھے۔ ہم غمزدہ تھے، سوگوار تھے، بے چین تھے، خوف زدہ تھے، ہم سب دم سادھے بیٹھے تھے کہ بہت ہی مدبر و پُرسوز، غم اور خوشی میں ڈوبی ہوئی آواز ہمارے کانوں سے ٹکرائی جس نے ایک دم خوف کو اور بے چینی کو امن میں بدل دیا۔ یہ آواز ہمارے لندن مسجد فضل کے امام صاحب جناب عطاء المجیب راشد صاحب کی تھی، جس سے الحمد للہ ہم سب مسرور ہو گئے۔ یعنی نیا چاند آسمان پر طلوع ہو چکا تھا۔ ہمارے نئے خلیفہ کا انتخاب بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی انجام پا چُکا تھا۔ الحمد للہ! ہم ہزاروں لوگوں نے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر ایک ساتھ بیعت کی۔

(جہاں مجھے پیارے حضور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مرزا مسرور احمد صاحب کے خلیفہ ہونے کی خوشی

بقیہ صفحہ 3 پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مالی نظام

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(سلطان نصیر احمد)

بچوں کو بھی چندے دینے کی عادت ڈالیں

پھر آپؑ (حضرت مسیح موعودؑ) نے فرمایا کہ ’’قوم کو چاہیے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہیے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے‘‘۔

پھر فرمایا: ’’انسان اگر بازار جاتا ہے تو بچے کی کھیلنے والی چیزوں پر ہی کئی کئی پیسے خرچ کر دیتا ہے۔ تو پھر یہاں اگر ایک ایک پیسہ دے دیوے تو کیا حرج ہے؟ خوراک کے لیے خرچ ہوتا ہے، لباس کے لیے خرچ ہوتا ہے، اَور ضرورتوں پر خرچ ہوتا ہے، تو کیا دین کے لیے ہی مال خرچ کرنا گراں گزرتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ ان چند دنوں میں صدہا آدمیوں نے بیعت کی ہے مگر افسوس ہے کہ کسی نے ان کو کہا بھی نہیں کہ یہاں چندوں کی ضرورت ہے۔ خدمت کرنی بہت مفید ہوتی ہے۔ جس قدر کوئی خدمت کرتا ہے اسی قدر وہ راسخ الایمان ہو جاتا ہے اور جو کبھی خدمت نہیں کرتے ہمیں تو ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔ چاہیے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس عہد کرے کہ مَیں اتنا چندہ دیا کروں گا کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے‘‘۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ’’بہت لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہیے کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے پکا عہد کرلو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کروں گا اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جاوے کہ وہ پوری تابعداری کریں۔ اگر وہ اتنا عہد بھی نہیں کر سکتے تو پھر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ۔ نہایت درجہ کا بخیل (کنجوس) اگر ایک کوڑی بھی روزانہ اپنے مال میں سے چندے کے لیے الگ کرے تو وہ بھی بہت کچھ دے سکتا ہے۔ ایک ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔ اگر کوئی چار روٹی کھاتا ہے تو اسے چاہیے کہ ایک روٹی کی مقدار اس میں سے سلسلہ کے لیے بھی الگ کر رکھے اور نفس کو عادت ڈالے کہ ایسے کاموں کے لیے اسی طرح سے نکالا کرے۔ چندے کی ابتدا اس سلسلہ سے ہی نہیں ہے بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانوں میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 358-361 جدید ایڈیشن)

پس جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بچوں، کھلونوں وغیرہ پر خرچ کر دیتے ہیں تو دین کے لیے کیوں نہیں کئے جاتے۔ تو اس وقت بھی جب بچوں پہ خرچ کر رہے ہوتے ہیں اگر بچوں کو سمجھایا جاوے اور کہا جائے کہ تمہیں بھی مالی قربانی کرنی چاہیے اور اس لیے کہ جماعت میں بچوں کے لیے بھی، جو نہیں کماتے ان کے لیے بھی ایک نظام ہے۔ تحریک جدید ہے، وقف جدید ہے۔ تو اس لحاظ سے بچوں کو بھی مالی قربانی کی عادت ڈالنے کے لیے ان تحریکوں میں حصہ لینا چاہیے۔ اس کے لیے کہنا چاہیے، اس کی تلقین کرنی چاہیے۔ جب بھی بچوں کو کھانے پینے کے لیے یا کھیلنے کے لیے رقم دیں تو ساتھ یہ بھی کہیں کہ تم احمدی بچے ہو اور احمدی بچے کو اللہ تعالیٰ کی خاطر بھی اپنے جیب خرچ میں سے کچھ بچا کر اللہ کی خاطر، اللہ کی راہ میں دینا چاہیے۔

اب عید آرہی ہے۔ بچوں کو عیدی بھی ملتی ہے تحفے بھی ملتے ہیں۔ نقدی کی صورت میں بھی۔ اس میں سے بھی بچوں کو کہیں کہ اپنا چندہ دیں۔ اس سے پھر چندہ ادا کرنے کی اہمیت کا بھی احساس ہوتا ہے اور ذمہ داری کا بھی احساس ہوتا ہے۔ بچہ پھر یہ سوچتا ہے اور بڑے ہو کر یہ سوچ پکّی ہو جاتی ہے کہ میرا فرض بنتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر خرچ کروں، قربانیاں دوں۔

نومبائعین کو ابتدا سے چندہ کی عادت ڈالیں

پھر نومبائعین کے بارے میں فرمایا کہ بیعت کرتے ہیں اور وہ چندہ نہیں دیتے۔ ان کو بھی اگر شروع میں یہ عادت ڈال دی جائے کہ چندہ دینا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کے دین کی خاطر قربانی کی جائے تو اس سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے تو ان کو بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ بہت سے نومبائعین کو بتایا ہی نہیں جاتا کہ انہوں نے کوئی مالی قربانی کرنی بھی ہے کہ نہیں۔ تو یہ بات بتانا بھی انتہائی ضروری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کا پھر ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے جو مالی قربانیاں نہیں کرتے۔ اب اگر ہندوستان میں، انڈیا میں اور افریقن ممالک میں یہ عادت ڈالی جاتی تو چندے بھی کہیں کے کہیں پہنچ جاتے اور تعداد بھی کئی گنا زیادہ ہوسکتی تھی۔ ...

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 2004ء، مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم، ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) ص 125 تا 127)

مالی قربانی اصلاح نفس اور قرب الٰہی کا ذریعہ

...مالی قربانی اصلاح نفس اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا کئی جگہ ذکر فرمایا ہے، مختلف پیرایوں میں اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ پس جماعت احمدیہ میں جو مختلف مالی قربانی کی تحریکات ہوتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے اور دلوں کو پاک کرنے کی کڑیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ

{وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ} (الحدید ۱۱)

اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ پس اپنی زندگیوں کو سنوارنے کے لئے مالی قربانیوں میں حصہ لینا انتہائی ضروری ہے بلکہ یہ بھی تنبیہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ جیسے کہ فرماتا ہے {وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ} (البقرۃ 196)۔ اور اللہ کے راستے میں مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ پس جیسا کہ میں نے کہا یہ مالی تحریکات جو جماعت میں ہوتی ہیں، یا لازمی چندوں کی طرف جو توجہ دلائی جاتی ہے یہ سب خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہیں۔ پس ہر احمدی کو اگر وہ اپنے آپ کو حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی جماعت کی طرف منسوب کرتا ہے اور کرنا چاہتا ہے، اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلصین کی ایک بہت بڑی جماعت اس قربانی میں حصہ لیتی ہے لیکن ابھی بھی ہر جگہ بہت زیادہ گنجائش موجود ہے۔ یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی حکم فرمایا ہے کہ اگر آخرت کے عذاب سے بچنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کے وارث بننا ہے تو مال و جان کی قربانی کرو۔ اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر تلوار کا جہاد ختم کر دیا تو یہ مالی قربانیوں کا جہاد ہی ہے جس کو کرنے سے تم اپنے نفس کا بھی اور اپنی جانوں کا بھی جہاد کر رہے ہوتے ہو۔ یہ زمانہ جو مادیت سے پُر زمانہ ہے ہر قدم پر روپے پیسے کا لالچ کھڑا ہے۔ ہر کوئی اس فکر میں ہے کس طرح روپیہ پیسہ کمائے چاہے غلط طریقے بھی استعمال کرنے پڑیں کئے جائیں۔...

بقیہ صفحہ 4 پر

طلوع وغروب آفتاب

غروب آفتاب	طلوع فجر	09 جولائی 2020ء
19:07	04:18	مکہ مکرمہ
19:14	04:10	مدینہ منورہ
19:37	03:52	قادیان
19:17	03:32	ربوہ
21:17	03:29	اسلام آباد ٹلفورڈ